عائشہ بیگم
شعبۂ اردو، الخیر یونیورسٹی، بھمبر

اردو ادب میں علامت نگاری

Symbolism is a literary element used in literature to help readers understand a literary work. Symbolism is everywhere; symbolism exists whenever something is meant to represent something else. It is the use of an object, person, situation or word to represent something else, like an idea, in literature. Following are most common types of symbolism:

Money and time are two different things; this is an example of symbolism because these words show the importance of using your money and time wisely so that they stand for something larger in meaning than what they literally stand for. Allegory allows writers to put forward their moral and political point of views. A careful study of an allegorical piece of writing van gives us an insight into its writer's mind as how he views the world and how he wishes the world to be. This study will elaborate the importance of symbolism as well as its meanings and techniques among Urdu writers.

.

علامت نگاری:

علامت فرانسیسی ز*.ن کا لفظ ہے، انگر.ی میں اسے "Symbol" کہتے ہیں۔

علامت کی تعریف:

علامت کے معنی:۔ علامت کے معنی مختلف اصطلاحات کی رو سے مختلف ہیں۔

۱) **نوراللغات:۔**

علامت کے معنی ’¶K ن، آ*ثر، پہچان‘‘ کے ہیں۔(۱)

۲) **علمی اُردو لغت:۔**

’¶K ن، داغ، نقش، آ*ثر، دلیل، مظہر، پہچان‘‘(۲)

۳) **فیروزاللغات:۔**

’¶K ن، مارک، کھوج، اشارہ، کنایہ، آ*ثر‘‘(۳)

۴) **فرہنگ آصفیہ:۔**

"اشارہ نشان، کھوج، سوارخ" (۴)

۵) **کشاف تنقیدی اصطلاحات:۔**

"علامت کے اصطلاحی معنی میں کوئی نئے کردار یا واقعہ جو بطور مجاز اپنے سے ماورا کسی اور شے کی نمائندگی کرے" (۵)

علامت کے معنی میں بہت وسعت ہے اسی حوالے سے طارق سعید اپنی کتاب "اسلوب اور اسلوبیات" میں یوں لکھتے ہیں کہ:
لفظ سمبل یونانی زبان کے ایک لفظ سمبالین (Symbollian) سے مشتق ہے۔ جس میں نشان، نشانی، اشارہ، معاہدہ، عہد نامہ، بلا ایک کرنا، مختلف اشیا کا اتحاد اور ان میں وحدت معنی کی تلاش اور مختلف چیزوں کو ساتھ رکھنا کے معنی مضمر ہے" (۶)

علامت کی تعریف عام طور پر یہ کی جاتی ہے۔ وہ نشان جس سے کسی چیز کی شناخت کی جائے یا کسی شے کی نمائندگی کی جائے۔ اس سے مراد وہ طرز بیان ہے جس کے ذریعے یہ کہا جائے اس سے کچھ زیادہ اور الگ معنی مراد لیے جائے علامت کی ادبی اور منطقی تعریفیں بے شمار ہیں۔ اسی حوالے طارق سعید یوں لکھتے ہیں۔

۱) "علامت نشان دہی کی نمائندہ ہے۔

۲) ایک مخصوص قسم کی نشان دہی کرنے والا لفظ علامت ہے۔

۳) کسی بیان کی ایک سطح کی سچائی کسی دوسرے بیان کو مساوی سچائی کے ذریعے نمائندگی کرنا علامت نگاری ہے۔

۴) جمالیات میں علامت وہ شے ہے جو ماورا اور معنوی سے کسی ایسی چیز کی نمائندگی سے متعارف کراتی ہے جو موضوع کے لحاظ سے زیادہ اہم ہو"۔ (۷)

علامت اپنے ادبی استعمال میں نمائندگی کا ایسا انداز ہے جو عموماً کسی مادہ شے کو پیش کرتی ہو اور اس سے کچھ اور زیادہ معنی مراد لئے جاتے ہیں۔

علامت میں عموماً استعارات اور اشارات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن اُردو میں سب سے بڑی بدبختی انگریزی ناول کی بدبختی سے کئی زیادہ ہے۔ اس کا سرمایہ ایک عام تنقید پڑھنے والے سے کئی زیادہ قابل فہم ہے۔ اس لئے کہ یہ ہے اور قدیم سرمایہ قابل توجہ تھا اس پر ایک باخبر ہو کر کام کرسکتا ہے اور اُردو تنقید پر اس کے گہرے اثرات ہیں۔

استعارہ اور اشارہ ادبی تنقید میں استعمال ہونے والے الفاظ کے حوالے سے ڈاکٹر شوکت سبزواری اپنے مضمون "اشارہ استعارہ" میں یوں رقمطراز ہیں۔

"استعارہ قدیم اصطلاح ہے عربی، فارسی، اُردو کلاسیک ادب میں اسکی شرح کردی گئی ہے، اشارہ البتہ نئی اصطلاح ہے یہ انگریزی لفظ (Symbol) کا ترجمہ ہے۔ علامت، رمز، ایما اس کے مرادفات ہیں۔ اُردو کے تنقیدی ادب میں جس طرح یہ دو اصطلاحیں استعمال ہو رہی ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عام لکھنے والوں کے ذہن میں کوئی واضح (Defined) اور معین (Delimited) مفہوم نہیں۔ استعارے اور اشارے میں بھی عام طور فرق بھی نہیں کیا جاتا اور ان کو خلط ملط کر کے غلط اور گمراہ کن نتیجے

نکال لئے جاتے ہیں'' (۸)

استعارہ C دی طور پہ تشبیہ ہے جو دو ۔ سے ۔ دہ چیزوں ۔ حقیقتوں کے درمیان جو یکسا M ظاہر کر ہے کسی میں ای ۔ یا ۔ سے ۔ دہ صفات بھی پائی جاتی تو یکسا M کا اظہار قوت تخیل سے ہو ہے جوفن اورادب میں روح کی ما # ہے سائنس اور آرٹ میں مختلف # از سے فرق ہے مثلاً سائنس حقیقت د ۔ فت کرتی ہے۔ آرٹ صفات پ Ã ر b ہے سائنس کا تعلق حقائق سے ہے اور آرٹ کا صفات سے ہے ۔ ول نگار مختلف صفات کو جمع کر کے ای ۔ نئے کردار تخلیق کرتے ہیں۔ یہ صفات خارجی د * میں الگ الگ موجود تھیں۔ان کا اجتماع کسی ای ۔ فرد سے نہیں ہوا بلکہ فنکار کے تخیل کی مدد سے یہ کام ۔ پہ تکمیل کو پہنچا اس کی مثال غا) کے اس شعر میں واضح ہے۔

بوئے گل، * لہ دل، دُود % اغ محفل
جو , ی ۔م سے نکلا سو پ یشاں نکلا

بوئے گل * لہ دل اور دو % اغ محفل تین مختلف چیزیں ای ۔ صفت کی پ یشانی میں شر ۔ ہیں تینوں پ اگندہ خاطر اور پ یشان حال ہیں غا) کے علاوہ اکبرالہ * دی اور دوسرے شعراء استعارات وتشبیہات سے کام لیا ہے۔ان تمام تعریفوں سے یہ واضح ہو ہے کہ علامت کسی ای ۔ چیز کے متبادل ہوتی ہے اور کسی دوسری چیز کی ú ئندگی کرتی ہے اس میں * ۔ت احساسات کا ۔ اہ را & ذکر نہیں کیا جا ہے بلکہ استعارہ ۔ اشارہ سے کام لیا جا ہے۔

علامت کا پس منظری مطالعہ:۔

علامت نگاری کا آغاز & سے پہلے امریکی شاعر ۔ / ایلن پو نے کیا اس نے پہلی مرتبہ ۱۸۴۷ء میں امریکن رسالوں میں افسانے اور نظمیں میں علامت کو منظر عام پ ۔ ، کہانیوں کا ۔ جمہ کیا اور ۱۸۲۵ء میں پو نے کی علامت کو انہی ۔ اجم کی وجہ سے علامت نگاری کا آغاز ہوا۔اسی حوالے سے ضمیر + ایونی اپنے مضمون ''ادب میں اشار $ کی تحر ۔ ''میں لکھتے ہیں۔

* ۔ دلیر کی شاعری اور Ã یہ شاعری پ ۔ / ایلن پو کے خیالات کا ا ۔ صاف ظاہر ہے۔اس نے اپنی + گی کا آغاز پو کے ۔ اجم سے کیا ۔ وا / کی اسرارزا موسیقی اور پو کے فکر انگیز Ã یہ شاعری کے تحت ہی اس نے دینا کو ''علامتوں کا جنگل'' (Forest De Symbol) سے تعبیر کیا تھا'' (۹)

بودلیر کو ۔ + شاعری کا سرچشمہ بھی کہا جا ہے کیو è فرانسیسی شاعری کے جتنے رجحا ۔ ت ہیں ان کا آغاز بودلیر نے کیا چاہے وہ رجحا ۔ ت منفی ہو ۔ مثبت،اس کی شاعری کے دو پہلو ہیں۔

۱) عدم پ &

۲) وجود پ &

میلارمے اور والیری نے عدم پ ستی کے رجحان کو ۔ قی دی اور وہ ۔ + د * کی شاعری قرار ۔ ۔

''راں بو نے شاعری میں ''ہر ای ۔ چیز کو سمیٹنے'' اور میلارمے اپنی شاعری دینا کی ''ہر ای ۔ چیز'' کو خارج کرنے کی سعی کی اسی حوالے سے میلارمے ۱۸۹۴ء آکسفورڈ لیکچر میں کہا تھا کہ ''جی ہاں'' ادب واقعی موجود ہے اور ا / تم یہ چاہتے ہو کہ ادب واقعی موجود ہے تو اس میں سے ہر چیز کو خارج کردو'' (۱۰)

میلارمے کےان الفاظ میں علامت کی روح موجود ہےاس کے علاوہ ب+ نفسیات فر4+ اورژو ۔ نے سمبلز کی تشکیل اوراہمیت میں اہم کردارادا کیااور یہ ادب وفن میں کس طرح ا+ از ہوتے ہیں اس حوالے سے دیو بندسزا اپنے مضمون ''تمثیلات اور سمبالسٹ کی''تحر ۔ میں یوں لکھتے ہیں۔

''ژو ۔ کے خیال میں سمبل لاشعوری تخیل کا وردہ ہے سمبل لاشعور کوشعور سے وابستہ کر ہے۔ سمبل کے سنسر کارخواب ہے، جس کی تشکیل عیاں کرنے کے لئے نہیں، پوشیدہ ر p کیلئے ہوتی ہے اور جو عکسوں کا استعمال ہو ہے۔خواب اپنے1/4 ر میں کیا معنی ر ہے؟ یہ خواب کے مواد اور خواب دیکھنے والے کے تلازم منحصر ہے۔ایسے سمبلز کی تفسیر کرنے کیلئے نہ صرف مخصوص اشاروں کا علم ہی ضروری ہے بلکہ+ لتے ہوئے حالات اور مواد کا تجزیہ بھی ضروری ہے''(۱۱)

علامت کے اظہاری او+ اتی لاشعوری اور شعوری تمام عناصر کے تمام متضاد یکجا کیے جاتے ہیں تو احساس میں ا فت ہوتی ہے جو صرف لفظی تصور میں موجود نہیں۔تمام علامتوں کے پیچھے آر کی $ موجود ہیں اور وہ Kا ن کے تجربے کی¶K+ ہی بھی کرتی ہے فر4+ کے تصور کے حوالے ڈاکٹر انور سد+ اپنی کتاب ''اُردو ادب کی تحر ۔ ''میں یوں رقمطراز ہیں۔

''فرائیڈ کے مطابق کسی شے کے تصور # مر م کے ساتھ کسی اور شے مرتسم ہو جائے تو علامت1/4ر میں آتی ہے''(۱۲)

اس کے علاوہ علامت+ وں، د+ وں، مرد، عورتوں، سماج کیلئے بھی استعمال ہوئی ہے ذہن ا ۔ کنویں کی ما # ہے جس کی نہ کوئی مخصوص سطح ہوتی ہے نہ کہ گہرائی، ایسا عکس عظیم ہے جو تخیل کا مالک ہے ا ۔* ر حاصل کیا جائے تو Kا ن تخیل کا مالک بن جا ہے۔اس سے ظاہر ہو ہے کہ شاعر علامت کی مدد سے لفظ اور خیال میں ا ۔ رشتہ استوار کر ہے، جو حقیقت F ہو ہے۔اسطرح علامت نگاری انیسویں صدی میں فرانس سے شروع ہوئی۔اس نے ا ۔ تحر ۔ کی شکل اختیار کرلی۔یہ تحر ۔ یورپ سے ہوتی ہوئی پوری د* میں پھیل گئی ساٹھ کی دہائی میں یہ تحر ۔* قاعدہ طور اُردو ادب میں آئی۔علامت نگاری کی تحر ۔ نے & سے پہلے شاعری اوراس کے بعد ول اور افسانے کومتا کیا اس کا مطلب یہ ہرا نہیں شاعری میں علامت کا استعمال پہلے نہیں ہوا بلکہ یہ ہر دور میں استعمال ہوئی ہے اور اس تحر ۔ سے فرد کی شخصیت کو اہمیت ملی۔اس کے علاوہ مذہبی شخصیت اور واقعات میں علامتی حیثیتوں کا بیان بھی کیاH ۔مثلاً واقعہ کربلا، شعراء حسین، کوفہ، شام، نیزہ تیر وغیرہ & علامتیں ہیں۔

خاص طور مارشل لاء کے جبری دور میں یہ علامتیں گہری معنو$ کی حامل ہیں اس تحر ۔ نے شعراء کے ذہن میں ایسے ا اثرات پیدا کرنے کی کوشش کی جو موسیقی کی لہر پیدا کرسکتی ہیں۔اسی وجہ سے علامت کو تجر+ ی بھی قرار H ۔حقیقت کو ا چ Ā+ از کیا جائے تو علامت تہذR میں مجرد کی اہمیت نہیں رb یہ غیر اراضی کیفیت شعراء کو مشکل پسندی کی طرف مائل کرتی ہے اسی حوالے *. ریخ ادبیات مسلما ن پاکستان وہند میں یوں درج ہے۔

''ساٹھ کی دہائی میں جو± سامنے آئی اس نے خود کو اعلا6 غیر Ā تی کہا''(۱۳)

اس سے واضح ہو ہے چند مور شعراء کے علاوہ تی & علامتوں کے جنگل میں گم ہیں۔

اُردو شاعری میں علامت نگاری:۔

اُردو شاعری میں علامت نگاری عموماً دو طرح کی ہے۔

۱) نئی غزل میں علامتی + از

۲) نئی Ä میں علامتی + از

نئی علامتی غزل:۔

نئی علامتی غزل کا آغاز 1950ء میں ہوا اور اس کا . قاعدہ آغاز 1960ء میں ہوا . + غزل کو بہت + . ائی ملی . + غزل کلچر کے بجائے بے کلچری پہ عقیدہ رb ہے بے کلچری کا مطلب یہ ہے کہ آج کا K ن کسی روا$ سے متعلق نہیں۔ بلکہ . + K ن ا۔ ایسی د* میں جہاں روا تیں تقریباً ختم ہو چکی ہیں نہ تو . + حالات سے ہم آہنگ جو روایتوں اور کلچر سے وابستہ ہیں۔ وہ تہذ$ اور معاشرے کی روایتوں کے پنجرے میں قید ہے اس کلچر کا ادرک نہیں کر* جس میں آج کا K ن مبتلا ہے . + مفکر اور اد$ سماجی نمو نہیں کر* ئے یہ . + اور قدیم کی آمیزش کا المیہ ہے۔ یورپ اور امریکہ وکٹوریہ دور سے ادبی بغاوت کا . یہ موجود تھا جو شد+ ین تھا لیکن آج کی بغاوت کے اس دور سے مختلف تھی۔

علامت اُردو غزل میں کوئی نئی چیز نہیں بلکہ یہ تو غزل کے ہمیشہ میدان میں رہی اور علامتوں اس صنف میں اپنے زمانے اور معاشرے کے ساتھ تعبیرات بھی + لی ہیں اسی حوالے سے ڈاکٹر سید محمد عقیل اپنے مضمون ''نئی علامتی غزل'' میں اپنے رائے کا اظہار یوں کیا۔

> ''ا۔ زمانہ تھا کہ . # گل و بلبل کی علامتوں نے اُردو غزل پہ اسی طرح قبضہ جما رکھا تھا کہ بعض اوقات اُردو شاعری صرف گل و بلبل کا + کر رہ ہی سمجھی جاتی تھی'' (۱۴)

اس طرح فارسی کے ا+ ات میں کمی واقع ہوئی تو ہندی فضا غزلوں غا) آ گئی تو شعراء نے غزل نے کو 2 کو جادو+ ن کو دیپک، آواز کو کوئل کی کوک، ہجر کی آہوں کو پہ کی پی کہاں، فاختہ کی + م آواز کو رام کا سیتا کی میں جستجو کرنے سے تعبیر کیا تشبیہات اور استعارات بہت سی میجر علامتوں کا استعمال کی گئی مثلاً کلام اقبال میں شاہین علامت کی عمدہ مثال ہے۔ انگر + ادب کی عام فطری علامتوں کی طرح اجو رالبرٹ فرا & اور ورڈز ورتھ کے مخصوص ہیں اُردو غزل میں بھی چھوٹی چھوٹی علامتوں کا رواج بھی تھا۔

> کچھ موج ہوا پیچاں، اے میر Ã آئی
> شا+ کہ بہار آئی، زنجیر Ã آئی (میر)
> صبر* رب میری و Ð کا پڑے گا کہ نہیں
> چارہ فرما بھی کبھی قیدی + اں ہوں گے؟ (مومن)
> مرغ دل مت رو یہاں آ 2 بہا+ ا ہے
> ان قفس کے قیدیوں کو آب و + ا ہے (شیر علی افسوس)

یہاں موج ہوا، بہار، زنجیر، و Ð، قیدی + اں، مرغ دل قفس، قیدی آب و + & فطری غزل کی د* میں علامتیں ہیں ۔اس کے علاوہ سو ا،* سو ا، سفیدی، وقت & علامتیں ہیں۔ پھر ان معنی بھی اختیار کیے ہیں اس کی وضا # کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ . + غزل میں ہر شاعر نئی علامت استعمال کی جس کی وجہ سے . + غزل علامتوں کا جال بن کر رہ گئی ہے۔ بعض دفعہ شاعر ا۔

جگہ ا- معنی اور دوسری جگہ دوسرا معنی استعمال کرہے۔ +ی غزل میں محبوب کے لئے مختلف علامتیں استعمال ہوئی ہیں۔ مثلاً سایہ، تنہائی، # ھیرا، روح، سورج، پیڑ* پنی، ر$، کیچڑ، پتھر، جنگل، وغیرہ یہ & علامتیں ہیں محمد علوی اور بشیر+ رâ *زی، ظفر اقبال، قمر اقبال*، صرکا%، کشور* ہید، کماڑ* شی*، قر مہدی، نوخیز اختر وزیر آغا کے ان اشعار میں علامت کا استعمال یوں ہے۔

اب بھی قدموں کے K ں ملتے ہیں
گاؤں سے دور , پے جنگل میں (علوی)
چائے کی پیالی میں ا- ٹیبلٹ گھولی
اک کتاب بند کر دی، اک کتاب کھولی (بشیر+ ر)
ابھرتی ہیں راہوں سے کرنوں کی لہریں
سسکتی ہیں, پرچھائیاں میرے # ر (â *زی)
دیتے ہیں سراغ فصل گل کا
شاخوں , پہ جلے ہوئے بسیرے (*صر کا%)
چھپا کے رکھ *ی پھر آ گہی کے شیشے کو
اس آ W میں تو چہرے بگڑ جاتے ہیں (کشور* ہید)

اس میں قدموں کے K* ت، ٹیبلٹ، کتاب، پرچھائیاں، کر 3، لہریں، شاخ، فصل گل، آ W یہ & علامتیں ہیں ان & کا مفہوم سمجھنے مشکل ہے* مکمل نہیں علامت نگاری کی تحر- اُردو شعراء کو متا* کیا۔ ان میں میراجی، راشد، اختر ایمان، قیومĀ، یوسف ظفر، وزیر آغا، وحید اختر، زبیر رضوی، ساقی فاروقی، فیصل حسن، جعفری عسکری، شہز* روغیرہ شامل ہیں۔

اُردوÄ میں علامت نگاری:۔

اقبال کی غزل میں مشرقی ر- ہونے کے* وجود بھی علامت نگاری الہام نہ تھا۔ میراجی کی شاعری میں ا- حد-* طن سے تعلق تھا۔ اقبال کی شاعری میں وطن پرستی تھی é علامتوں !, کہسار، ا- آرزو، آفتاب، صبح، نو جگنو وغیرہ شامل ہیں جبکہ میراجی نہ# گی کی ساری کوشش یہ رہی کہ K ان کی نفسیاتی کیفیتیں، خیال کی لمحاتی لہر اور افراد کے ذاتی تجربے جو کسی شخص کے عدم توازن کے ذریعے وجود+, یہ ہوئے ہیں۔

ان کا اظہار ان کے اشعار میں یوں ہے۔

وہ اک رات کے طوفان کا اعجاز تھا طوفان مٹا
کیسا طوفان تھا # ھا طوفان
جس کے مٹنے پہ مجھے نوح کی* یاد آتی ہے
اور پھر نوح نے بیٹوں سے کہا
کھول دو پنجرہ، اسے چھوڑ دو، اس فاختہ کو
جا کے خشکی کا پتہ لے آئے

چند ہی لمحوں میں وہ فاختہ لوٹ آئی 1*٠ کامی
اس میں قسمت میں لکھی تھی
اور پھر کوئے کو چھوڑا۔ یہی خشکی کا پتہ لائے گا
اڑتے اڑتے بھلا دیکھو تو کہاں آپہو™

اس سے ظاہر ہو٭ ہے کہ میراجی ز+ گی میں+ %و ھاؤ تھا۔ ان کے ہاں جنسی آسودگی اور عشق ومحبت کے مجسمے ملتے ہیں۔ ان کی علامت جنس کے حوالے سے ڑ دہ ہیں اسی حوالے سے ڈاکٹر محمد عقیل میراجی کے٭ رے وزہ گی. ائے کو مدÄ ر p ہوئے ڈاکٹر سید محمد عقیل لکھتے ہیں:

''میراجی کی یہ جنسی وصل کی خواہش اور عورت ای سکون کی تلاش ہے جو مرد کو موت سے قری$ کرتے ہیں اور جسے+ ی سکون سمجھنا چاہئے''(۱۵)

ن۔م ارشد نے روایتی علامتوں کا استعمال کیا ان کی شاعری میں مجموعی٭ سماجی اور سیاسی شاعری تھی جو پورے ملک کو سامنا کر٭ پ٭۔ Kl نوں کی مجبوریوں غلامی کے بوجھ تلے دبے ہوا ہندوستان کے حوالے سے راشد نے اس بوجھ کو چیلنج کیا ان کے ہاں # الوطنی اور ملکی مسائل داخلی صورتوں میں ای ٹکراؤ پیدا کرتے ہیں جس سے+ رکا فرد ابھر کر٭ ہرا٭ ہے۔ اور٭ غیانہ+ از کا جا٭ہ لیا ہے۔ راشد کی Äمن وسلویٰ علامتی+ از ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ انتقام زنجیر اور ا یان میں اجنبی جیسی نظمیں شامل ہیں۔ راشد کی نظموں میں علامتوں کی٭ ریکیاں اور٭ امیدی تھی وہ تمام Kl نوں کے مسائل کو اپنے مسائل سمجھتے تھے۔

٭ قی پسند تحری نے علامتوں کے استعمال اُردو ادب کے ایسے اطوار اپنائے جو بغاوت کے بجائے علامت کا استعمال کیا اسکی مثال فیض کی شاعری ملتی ہے انہوں نے غزل اور Ä دونوں میں علامت استعمال کی۔ فیض خارجی ا٭ ات کو داخلی محسوسات اسطرح ٭ ب کر e٭ ہیں کہ نظموں کے شاختی خطوط پنہاں ہوجاتے ہیں۔ ان کا ای شعر یوں ہے۔

چند ہی روز مری جان فقط چند ہی روز
ظلم کی چھاؤں میں دم e کو مجبور ہیں ہم

اس میں ''چندروز'' کی٭ ر [اشار$ ،مری جان، کا تغزل اور فقط چند ہی روز کی قطعیت ہے جسے نئ+ گی کی کرن نمودار ہوئی ہے۔

پھر ظلم کی چھاؤں میں٭ ریکی کی طرف اشارہ جن ظالم حکومت میں ہندوستان کو چار طرف سے گھیر رکھا ہے۔ اس کے علاوہ ان کی Äنقش فر٭ دی، کتے علامت نگاری کی عمدہ مثال ہیں ''کتے'' Kl ن پ کیسے جانے والے ظلم وستم کی عمدہ تصویر کشی کی ہے۔ Kl ن کو کتوں کی ما #Ä٭ ہے جیسے نہ رات کا سکون اور نہ ہی صبح کا اطمینان نصیب ہو٭ ہے وہ فرومائیگی کتوں کی طرح آپس لڑتے ہیں جس کے چند اشعار یوں ہیں۔

نہ آرام ٭& نہ را # سویرے
غلاظت میں گھر، *٠لیوں میں بسیرے

جو بگڑیں تو اک دوسرے سے لڑا دو
ذرا ای- روٹی کا ٹکڑا دکھا دو
یہ ہر ای- کی ٹھوکریں کھانے والے
یہ فاقوں سے اُکتاے مرجانے والے (کتے)

اختر ایمان نے 1947ء میں'' & رَ- ''ای- طویلÄ تحر-ی کی جو تمثیلی اور علامتی ہونے کے ساتھ ذہنی کیفیات کی بھی Ú ئندگی کرتی ہے جس کے کردار آدم کے علاوہ* قی & کے & جانور ہیں آدم+ یسیKl ن کی علامت ہیں لیکن یہاں انگر-ی کومراد لیا ہے۔اس میں اختر الایمان نے سا$ ،گدھا،بندر% -،ابن الوقت خچر،والیان،*- & ،بیل،محنت کش الو،جنگلی وغیرہ & علامتیں ہندوستان کیلئے استعمال کی ہیں۔اس کے علاوہ اختر الایمان نے کچھ اور نظموں بھی علامتی+ از میں لکھی مثلاً-دیں،ای- لڑکا ،پ انی فصل، پ- ڈ+ ی*- ر- سیارہ وغیرہ شامل ہیں۔

اختر ایمان کے بعد علامت نگاروں کی ای- نئ± شروع ہوتی ہے۔

وزی- آغا نے علامت کو* موڑ*- ان کی غزل میں ابہام آگہی اور اشار$ کےK* ت دکھائی دیتے ہیں ان کی نظمیں احساس ,:اکتوں کے قری$ ہیں۔

. قر مہدی کا مجموعہ کالے کاغذ،سیاح،سورج علامت نگاری کی عمدہ مثال ہے۔ان میں محسوسات،جستجو اور کرب کا اظہار ہے اس کی- دہ رجائیت کا احساس ہے۔

''ز+ گی ری$ سہی،درد کا چشمہ بھی تو ہے''

اُردوŽ میں علامت نگاری:۔

علامت شروع ہی سے اُردوŽ میں موجود تھی لیکن داستان میں اسکا*- دہ رجحان تھا د* کی خواہش میں کہانیC- دی فکر ہے ز+ گی سے پیار اور اس کے/ داپنی کہانی مکمل ہوتی ہے۔اس میں بھی بہت سی علامتیں* ئی جاتی ہیں مثلاً دینا،تحت الارض، جہنم،بیوی اور دینا کی محبت وغیرہ شامل ہیں۔تو*- کہانی*. غ و بہار اور نوطرز مرu میں بھی علامت نگاری کی گئی ہے۔داستان کے بعد *. ول نگاروں کو بھی علامت نے متا* کیا۔مارسل پ و & ممتاز ادی$ تھا جس نے علامت نگاری کے افسانوں ادب میں پیش کیا اس کا *. ول ''تحقیق زمانہ قدیم'' علامت کی بہترین مثال ہے۔جمز جوائس کی ''یولی سیس'' بھی علامت میں اہم درجہ حاصل ہے اسکے علاوہ +یز را*پ+ Þ ،بورس* پلستر کے ڈرامے علامت میںÚ-ں عنصر ہیں۔

اُردو افسانے میں ساٹھ کی دہائی سے آغاز ہوا اور بہت- قی ہوئی نئے افسانے میں علامت، تجر+ تمثیل اور استعاراتی تکنیک بھی استعمال کی ہے یہ انتظار حسین کے افسانے میں* ئی جاتی ہیں اسی حوالے سے ڈاکٹر فوزیہ اسلم یوں رقمطراز ہیں۔

''انتظار حسین کا شمار ان لکھاریوں میں ہو*- ہے جنہوں نے تہذR مذہبی اور اساطیری علامتوں کا استعمال کیا ہے درج اقتباسات میں قدرے کم گھمبیر علامتیں دکھائی دیتی ہے''

- شیخ اجازت ہے؟ فر- ،اجازت ملی۔اور پھر اڑ کر املی کے پیڑ پ جا بیٹھے میں نے وضو کیا اور قلمدان اور کاغذ کر بیٹھا۔اے*. ظرین! یہ ذکر میں*. N قلمبند کر*- ہوں کہ میرا*-ں ہاتھ دشمن سے مل

H اور وہ لکھنا چاہا جس سے میں پناہ مانگتا ہوں اور شیخ ہاتھ سے پناہ مانگتے ہیں اور اسے کہ آدمی کا رفیق و مددگار رہے آدمی کا دشمن کہتے تھے'' (۱۶)

اس کے افسانے ''ردکتا'' ''الٹی قوس کا سفر'' علامت کی عمدہ مثال ہے۔ اس کے علاوہ انور سجاد دوب، ہواز لنجا، ای پتی ہوئی آواز & میں علامت کا استعمال کیا H ہے۔ مرزا احمد بیگ کے افسانے ''Õلوں کی رات'' احمد جاوید کے علامتی افسانہ گدھ شامل ہیں۔ رشید امجد پیکر تراشی سے کام e ہیں '' بے ثمر عذاب یہ & علامتیں کی عمدہ مثالیں ہیں اسی حوالے سے ڈاکٹر فوزیہ اسلم اپنی کتاب یوں لکھتی ہیں۔

''رشید امجد پیکر سے کام e ہیں جیسے میٹھے پنیوں کی لذت، لہلہاتے R ں کے ذائقے

*N. سمیٹ e ہیں

جنگل میں اکیلے ہونے کا دکھ

1 میں نے تو یہ صفحات پہلے ہی پھاڑ ڈالے ہیں

رشتے ٹوٹ گئے ہیں، تو میرے *پ س بے معنی

لفظوں کا ڈھیر رہ H ہے جو نہ بولتا ہے

اور نہ دیکھتا ہے

لفظوں کی ژ. 3 کٹی ہوئی ہیں'' (۱۷)

رشید امجد نے ہر جملے میں کمال کی پیکر تراشی اور é ہر تحریر میں حسن کے ساتھ علامت بھی ہے ان کے علاوہ دوسرے افسانہ نگاروں نے بھی علامتی افسانے لکھے مثلاً طاہر مسعود (بے : اکمرہ) احمد زین الدین، شہزاد منظر (تیسرا وطن)۔ اے قیام۔ (اجنبی چہرے) منشو یم چند (کفن) غلام عباس (اورکوٹ) احمد یم قاسمی (گھر سے گھر تک) اعجاز راہی، خالدہ حسین، منشا یاد احمد دواد، مسعود اشعر اقبال مجید، مجید سہروری وغیرہ شامل ہیں جس کی وجہ سے علامت نگاری کو بہت فروغ حاصل ہوا۔

☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ نور الحسن . ،(مولوی) نور اللغات (جلد سوم) نیشنل ۔ فاؤ c اسلام آباد. داشا (۱۹۸۹ء

۲۔ وارث سرہندی ''علمی اردو لغت'' (جامع) علمی کتاب خانہ لاہور ۲۰۰۷ء

۳۔ فیروز الدین (مولوی) ''فیروز اللغات'' فیروز Ü لاہور ۱۹۷۵ء

۴۔ سید احمد دہلوی ''فرہنگ آصفیہ'' (جلد دوم) سنگ میل پبلشرز

۵۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، ''کشاف تنقیدی اصطلاحات'' مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد. ۱۹۸۵ء

۶۔ طارق سعید ''اسلوب و اسلوبیات'' نگارشات پبلشرز لاہور ۱۹۹۸ء ص ۲۳۹

۷۔ ایضاً ص ۲۳۷۔۲۳۸

۸۔ ڈاکٹر شو !: سبزواری ''اشارہ* یا استعارہ'' علامت کے مبا # ''.M یا الحکمت لاہور ۲۰۰۵ء، ص ۲۸

۹۔ ضمیر علی+ ایونی ''ادب میں اشار $ کی تحر - ''مشمولہ، علامت کے مبا # ''مرتبہ اشتیاق احمد.M یا الحکمت ۲۰۰۵ء لاہور ص

۱۰۔ ایضاً، ص ۱۳

۱۱۔ دی+ راسز ''تمثیلات اور سمبالسٹ تحر - ''از علامت کے مبا # ''.M یا الحکمت لاہور ۲۰۰۵ ص ۲۱

۱۲۔ انور سد+ ، ڈاکٹر ''اردو ادب کی تحریکیں'' انجمن تی اُردو* پکستان لاہور ۲۰۱۲ء

۱۳۔ *: ریخ ادبیات ''مسلما* ن* پکستان و ہند'' پنجاب یونیورسٹی لاہور (جلد پنجم) ۱۹۷۲ ص ۴۹

۱۴۔ سید محمد عقیل، ڈاکٹر، ''نئی علامتی غزل'' از علامت کے مبا # ''.M یا الحکمت لاہور ۲۰۰۵ ص ۳۰۷

۱۵۔ سید محمد عقیل، ڈاکٹر ''نئی علامتی Ä'' از علامت کے مبا # ''.M یا الحکمت لاہور ۲۰۰۵ ص ۲۶۷

۱۶۔ فوزیہ اسلم، ڈاکٹر، ''اُردو افسانے میں اسلوب اور تکنیک کے تج* بت'' پورب اکادمی اسلام* د، ۲۰۰۷ء، ص ۳۶۴

۱۷۔ ایضاً، ص ۳۷۰